تعزیراتِ اسلام

مولانا بشیر احمد صاحب قاضی۔ باغ۔ آزاد کشمیر

(۱۹)

تشریح ۳

امام ابو حنیفہؒ دیت کاملہ کے بیسویں حصہ سے کم کی دیت عاقلہ پر لازم نہیں کرتے بلکہ اُن کے نزدیک یہ مجرم خود ادا کرے گا۔[۱]

امام احمدؒ کے نزدیک دیت کاملہ کے تیسرے حصے سے کم کی دیت عاقلہ پر واجب نہ ہوگی یہی موقف امام مالکؒ اور دیگر حضرات کا ہے۔ اور امام شافعیؒ کا موقف صحیح قول کی بنا پر یہ ہے کہ دیت خواہ قلیل ہو یا کثیر، عاقلہ برداشت کرے گی۔ وہ عقلی دلیل یہ دیتے ہیں کہ عاقلہ اگر کثیر دیت کو برداشت کرتی ہے تو قلیل کو بھی وہی برداشت کرے گی۔[۲]

امام احمدؒ کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے یعنی یہ کہ عاقلہ پر اسی صورت میں دیت لازم ہوگی جبکہ وہ اُمومہ (وہ زخم جو دماغ تک پہنچ جائے) کی دیت کے برابر پہنچ جائے۔ اُن کی دوسری دلیل عقلی ہے۔ یعنی یہ کہ اصل میں ہونا یہ چاہیے تھا کہ جس طرح تمام متلفات (تلف شدہ اشیاء) کی ضمان خود مجرم پر واجب الادا ہوتی ہے۔ اسی طرح اس صورت میں بھی ضمانِ دیت مجرم پر ہی لازم ہونی چاہیے

۱۔ البدائع ص ۲۵۵

۲۔ المغنی جلد ۸ ص ۵۰۵، ۵۰۶

تھی لیکن اس اصل کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیت کاملہ کا ثلث اور اس سے زائد، عاقلہ پر واجب کی گئی۔ یہ اس لیے کہ ثلث کی مقدار بھاری بوجھ ہے جو مجرم برداشت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس سے تخفیف کر کے عاقلہ پر واجب کی گئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ثلث کا بھاری اور کثیر ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "الثلث کثیر" سے واضح ہے۔ البتہ اس سے کم دیت عاقلہ پر واجب نہ ہوگی بلکہ خود مجرم ادا کرے گا کیونکہ یہ قابلِ برداشت مقدار ہے[۱]۔

امام ابو حنیفہؒ ابوداؤد کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کے بدلہ میں "غرّۃ" یعنی جنین کی دیت کا فیصلہ کیا اور اس کی ادائیگی مجرم کی عاقلہ پر لازم کی۔ اس حدیث پر اگرچہ ابوداؤد نے سکوت اختیار کیا ہے مگر امام ترمذیؒ نے اس کو حدیث حسنٌ صحیحٌ کہا ہے[۲]۔ اور غرّہ چونکہ مرد کی دیت کاملہ کا بیسواں حصہ ہے اور عورت کی دیت کا دسواں حصہ ہے، جس سے معلوم ہوا کہ تیسرے حصے سے کم کی دیت بھی عاقلہ پر لازم کرنا شریعت کے خلاف نہیں ہے۔ البتہ بیسویں حصے سے کم عاقلہ پر عائد نہیں کی جائے گی اس لیے کہ حدیث میں جن جن صورتوں میں دیت عاقلہ پر نہ ڈالنے کی وضاحت کی گئی ہے اُن میں "ولا ما دون ارش الموضحۃ"[۳] کا ذکر بھی کیا گیا ہے یعنی موضحہ سے کم کا تاوان عاقلہ پر نہ ہوگا۔

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ موضحہ، چہرے اور سر میں زخم ہے جس پر دیت کا بیسواں حصہ واجب ہوتا ہے[۴] اور موضحہ سے کم میں دیت مقدرہ نہیں ہے، چنانچہ "عن الحسن وعمر بن عبدالعزیز ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یقض فیما دون الموضحۃ بشیٔ" یعنی حضرت حسن اور عمر بن عبدالعزیز رحمہما اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موضحہ سے کم کسی چیز (مقدار) کے تعین کا فیصلہ نہیں فرمایا۔

---

[۱] المغنی جلد ۹ ص ۵۰۱

[۲] کذا فی الذیلعی بحوالہ اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۱۹۴

[۳] البدائع جلد ۷ ص ۲۵۵

[۴] موطأ امام محمد۔

مذکورہ تشریح سے معلوم ہوا کہ کم از کم دیت مقدرہ : دیت کاملہ کا بیسواں حصہ ہے اس حد تک دیت عاقلہ پر واجب ہوگی۔ اور اس سے نیچے دیت متعین نہیں ہے، لہٰذا اس درجہ میں حکومتِ عدل لازم ہوگی اور یہ خفیف تاوان ہے جس کو مجرم خود برداشت کرسکتا ہے۔ لہٰذا بیسویں حصے سے کم تاوان عاقلہ پر لازم نہیں کیا جائے گا۔

اور حدیث میں جو ثلث کے کثیر ہونے کا ذکر ہے اس کا تعلق وصیت کے باب سے ہے دیت سے نہیں۔ کیونکہ اس کا تعلق اگر دیت سے ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثلث تک دیت عاقلہ پر واجب کرتے اور اس سے نیچے خود مجرم پر عائد کرتے۔ حالانکہ اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ جنین کی دیت جو ثلث سے یقیناً کم تھی، عاقلہ پر لازم کی گئی۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ درحقیقت ان کا اجتہاد ہے جو حدیث کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔[1]

قتلِ عمد کی دیت	دفعہ ۲۶

ا۔ قتلِ عمد کی دیت وہی ہوگی جو شبہِ عمد کی ہے البتہ قتلِ عمد کی دیت عاقلہ پر نہ ہوگی بلکہ خود مجرم پر واجب الادا ہوگی۔ اِلّا یہ کہ عاقلہ اپنی خوشی سے ادا کرے۔[2]

ب۔ دیت کو مقتول کے ورثاء کے درمیان میراث کے قانون کے تحت تقسیم کیا جائے گا۔

قتلِ عمد میں دیت کے وجوہِ وجوب	تشریح ۱

قتلِ عمد کی اصل سزا تو قصاص ہے لیکن قصاص کے لیے ضروری ہے کہ جرم کا ثبوت بدون شک و شبہ ہو۔ اگر جرم شک کی وجہ سے موجب دیت ہوجائے تو دیت قاتل پر واجب الادا قرار دی جائے گی مثلاً مندرجہ ذیل صورتوں میں بجائے قصاص کے دیت واجب ہوگی۔

ا۔ باپ یا دادا یا اور اصل کا کوئی آدمی اپنے بیٹے یا پوتے یا نیچے اپنی فرع میں سے کسی کو قتل کردے تو قصاص ساقط ہوگا اور مجرم پر دیت اپنے مال سے واجب الادا ہوگی۔[3]

---

[1] مزید تفصیل دیکھیے، اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۱۹۵ باب دیت الجنین۔

[2] الدر المختار جلد ۵ ص ۳۶۳

[3] تفصیل کے لیے دیکھیے مضمون ہذا، دفعہ ۱۳ تشریح ۲ بہ عنوانِ قصاص

۲۔ عامد کے ساتھ خاطی قتل میں شریک ہو جائے۔[1]

۳۔ ان جملہ صورتوں میں شبہ کی وجہ سے قصاص کے بجائے دیت واجب ہو گی۔ جن کا ذکر قصاص کے باب میں دفعہ ۳ اور تشریح ۲ میں ہو چکا ہے۔

۴۔ مقتول کے ورثا میں سے بعض بجائے قصاص کے دیت کا مطالبہ کریں اور بعض قصاص کا تو قصاص ساقط ہوگا اور دیت واجب ہو گی۔ اسی طرح اگر بعض قصاص معاف کریں یا صلح کریں تو بھی قصاص ساقط ہوگا اور دیت واجب ہو گی۔ البتہ معاف نہ کرنے والوں کو سب دیت نہ ملے گی، بلکہ اُن کے حصے کی ملے گی۔[2]

خلاصہ یہ ہے کہ قصاص کی سزا اسی صورت میں دی جائے گی جب کہ کوئی شبہ موجود نہ ہو۔

تشریح ۲

قتلِ عمد میں دیت صرف مجرم پر عائد ہو گی۔ عاقلہ پر نہ ہو گی۔ اگر جرم میں عامد اور خاطی یا غیر مکلف شریک ہوں تو عامد پر اپنے مال سے دیت واجب الادا ہو گی۔ اور دوسروں کی دیت ان کی عاقلہ پر ہو گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ "قصداً قتل کرنے کی دیت عاقلہ پر نہیں ہے۔ نہ تو صلح اور اعتراف کی صورت میں اور نہ غلام کے قصور کی دیت عاقلہ پر آتی ہے"[3]۔ اس سے معلوم ہوا کہ عامد کی دیت اس کے اپنے مال سے واجب الادا ہو گی۔

تشریح ۳

مجنون اور صغیر کا عمد۔

۱۔ مجنون اور صبی کا جرمِ قتل اگر عمداً بھی واقع ہو تو بھی احناف کے نزدیک اس کو خطأ پر محمول کیا جائے گا۔ اور دیت اُن کی عاقلہ پر لازم کی جائے گی۔ امام شافعیؒ ان کے عمد کو عمد ہی

[1] رد المحتار جلد ۵ ص ۳۵۵

[2] البدائع جلد ۷ ص ۲۴۷

[3] موطأ امام محمد دیۃ العمد

شمار کرتے ہیں، البتہ غیر مکلف ہونے کی وجہ سے اُن سے قصاص کو ساقط کرتے ہیں اور دیت کو اُن کے مال سے واجب الاداء قرار دیتے ہیں۔[۱]

ب۔ غیر مکلف اور مکلف کے مشترکہ فعل کے حکم میں ۔۔۔۔؟

ان حضرات کا یہ اختلاف ایک دوسرے مسئلہ میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہ شرکائے قتل میں اگر نابالغ یا مجنون ہیں سے کوئی ہو تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قصاص ساقط ہوگا۔ اور ایک ہی دیت سب شرکائے قتل پر واجب الادا ہوگی جسے بالغ اور عاقل اپنے مال سے ادا کریں گے۔ اور نابالغ اور مجنون کی جانب سے اس کی عاقلہ ادا کرے گی۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بالغ عقلاء پر قصاص واجب ہوگا۔ اور صبی اور مجنون اپنے اپنے حصہ کی دیت خود ادا کریں گے اور اُن پر قصاص واجب نہ ہوگا، اس لیے کہ یہ غیر مکلف ہیں، اور ان سے قصاص کا سقوط بالغ عقلاء سے قصاص کے سقوط کو مستلزم نہیں ہے کیونکہ یہ مکلف ہیں۔ وہ مثال یہ دیتے ہیں کہ اگر دو آدمی مل کر ایک شخص کو قتل کر دیں اور مقتول کا وارث قتل کرنے والوں میں سے ایک کو اگر معاف کر دے تو دوسرے سے قصاص ساقط نہ ہوگا، بلکہ اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔[۲]

علمائے احنافؒ فرماتے ہیں کہ مجنون اور نابالغ کا عمد نہیں ہوتا۔ یہی صفت اُن کے غیر مکلف ہونے کی علت ہے۔ اور امام موصوفؒ ایک طرف اُن کے فعل کو عمد مانتے ہیں اور دوسری طرف ان کو غیر مکلف بھی تسلیم کرتے ہیں تو اس طرح سے وہ اپنی دیوار کو خود ہی منہدم کر دیتے ہیں۔

امام موصوف رحمۃ اللہ کا منشا درحقیقت یہ ہے کہ صغیر اور مجنون فعل کو جانتے ہیں اور اس کا قصد کرتے ہیں اور جو فعل علم و قصد سے صادر ہو وہ عمد ہوتا ہے لہٰذا صغیر اور مجنون کا فعل عمد ہے۔

---

[۱] ہدایۃ جلد ۴ ص ۵۹۸

[۲] الام۔ بحوالہ اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۱۲۱